معرفت امام عصر علیه السلام

واحد راه نجات

فہرست

معرفت امام عصر علیہ السلام واحد راہِ نجات ۵

دین تسلیم کامل ۷

مقصد خلقت ۸

قبولیت اعمال کی شرط ۹

معرفت امام ۱۱

نقل حدیث کا انداز ۱۳

حدیث "من مات....." اور شیعہ علماء ۱۵

راویان حدیث ۲۵

جماعت اور اس کی اطاعت ۲۷

جاہلیت کی موت کیا ہے؟ ۳۱

قرآن اور جاہلیت کا ذکر ۳۳

حدیث "من مات" کے نتائج ۳۹

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

صَلَّی اللہُ عَلَیكَ یَا وَلِیَّ العَصرِ اَدرِكنَا وَاَرشِدنَا

معرفت امام عصر علیہ السلام

واحد راہِ نجات

قرآن کریم نے مومنین کی ایک صفت اس طرح بیان فرمائی ہے:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۔[1]

رسول ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان پر خدا کی طرف سے نازل

---

[1] سورہ بقرہ، آیت ۲۸۵

کی گئی ہے اور مومنین بھی ۔ یہ سب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اس کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی خدایا تجھ سے مغفرت کے طلبگار ہیں ہماری بازگشت تیری طرف ہے۔

صاحبانِ ایمان کی ایک خصوصیت ایک پہچان یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نازل کردہ تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

خداوند عالم یہودیوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

... أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ...[۱]

کیا تم بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا[۲]

یقیناً وہ لوگ خدا اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں خدا

---

۱ سورہ بقرہ، آیت ۸۵

۲ سورہ نساء، آیت ۱۵۰

اوراس کے رسولوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کریں وہ لوگ یہ کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں وہ ایک درمیانی راستہ نکالنا چاہتے ہیں۔

دین تسلیم کامل

خدا کے نزدیک دین اس کے سامنے پوری طرح تسلیم ہو جانا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامِ [1]

حضرت امیر المومنین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اسلام کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے:

اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِیْمِ [2]

اسلام بس تسلیم ہو جانا ہے۔

اس طرح واقعی مسلمان وہ ہے جو خداوند عالم کے ہر حکم کے سامنے پوری طرح تسلیم ہے۔

صاحبِ ایمان کی پہچان یہ ہے وہ خدا کی ہر ایک بات پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو بعض باتوں کو قبول کرتے ہیں اور بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں وہ صاحبان ایمان نہیں

---

۱ سورۂ آل عمران، آیت ۱۹

۲ الکافی، ج ۲، ص ۴۵

ہیں۔

مقصد خلقت

خداوند عالم نے انسان کی خلقت کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [1]

اور ہم نے جنات اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر صرف عبادت کرنے کے لئے۔

کوئی بھی فعل اس وقت عبادت قرار پائے گا جب خداوند عالم کے حکم کے مطابق انجام دیا جائے۔ جب شیطان نے اپنی مرضی اور پسند سے خدا کی عبادت کرنے کا مطالبہ کیا تو خدا نے فرمایا:

إِنَّمَا أُرِيدُ أَنْ أُعْبَدَ مِنْ حَيْثُ أُرِيدُ [2]

میں بس یہ چاہتا ہوں جس طرح سے میں چاہوں اس طرح میری عبادت کی جائے۔

قرآن کریم کی آیتیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معتبر روایتیں اہل بیت علیہم السلام سے تمسک اور ان کی پیروی کا حکم دیتی ہیں اور اسی تمسک و پیروی کو آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ قرار دیتی ہیں۔

---

۱ سورۂ ذاریات، آیت ۵۶

۲ بحار الانوار، ج ۶۰، ص ۲۷۴

قبولیت اعمال کی شرط

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے نہایت معتبر وموثق صحابی جناب محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے:

كُلُّ مَنْ دَانَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِعِبَادَةٍ يُجْهِدُ فِيهَا نَفْسَهُ وَ لَا إِمَامَ لَهُ مِنَ اللهِ فَسَعْيُهُ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَ هُوَ ضَالٌّ مُتَحَيِّرٌ وَ اللهُ شَانِئٌ لِأَعْمَالِهِ۔[1]

جو شخص بے انتہا عبادت کے ذریعہ خدا کا دین اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ خدا کے معین کردہ امام کا قائل نہیں ہے اس کی کوئی کوشش خدا کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگی وہ گمراہ ہے حیرت زدہ ہے خداوند عالم اس کے اعمال کو ناپسند کرتا ہے۔

جناب ابوحمزہ ثمالیؒ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت نقل فرمائی ہے:

إِنَّمَا يَعْبُدُ اللهَ مَنْ يَعْرِفُ اللهَ فَأَمَّا مَنْ لَا يَعْرِفُ اللهَ فَإِنَّمَا يَعْبُدُهُ هَكَذَا ضَلَالًا قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا مَعْرِفَةُ اللهِ قَالَ تَصْدِيقُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَصْدِيقُ رَسُولِهِ ص وَ مُوَالاةُ عَلِيٍّ ع وَ الِائْتِمَامُ بِهِ وَ بِأَئِمَّةِ الْهُدَى ع وَ الْبَرَاءَةُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ عَدُوِّهِمْ هَكَذَا

---

[1] الکافی، ج ۱، ص ۱۸۳، ح ۸، ۷

يُعْرَفُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ؟[1]

خدا کی عبادت صرف وہ کرتا ہے جو خدا کی معرفت رکھتا ہے اور جو خدا کی معرفت نہیں رکھتا ہے وہ اس کی عبادت ان گمراہوں کی طرح کرتا ہے۔(مراد وہ افراد ہیں جو معرفت کے بغیر عبادت کر رہے ہیں۔)

عرض کیا۔آپ پر قربان خدا کی معرفت کیا ہے؟

فرمایا:''خدا کی تصدیق کرنا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا علی علیہ السلام کی ولایت کو اور ان کی امامت کو قبول کرنا ان کے بعد ائمہ علیہم السلام کو تسلیم کرنا۔ خدا کی بارگاہ میں ان کے دشمنوں سے برأت کرنا اس طرح خدا کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔''

اس طرح کی روایتوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہے دینداری اور عبادت بغیر امام کی معرفت کے ممکن نہیں ہے۔ انسان اسی وقت اپنی خلقت کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے۔جب امام وقت کی معرفت رکھتا ہو۔اس بنا پر''معرفت امام'' دینداری اور عبادت کے لئے لازم اور ضروری ہے۔اگر امام کی معرفت نہیں ہے تو نہ دینداری ہے اور نہ ہی عبادت عبادت ہے۔اب جب اس کا دین دین نہیں ہے اس کی عبادت عبادت نہیں ہے تو اس کی موت بھی اسلام پر نہیں ہوگی کیونکہ اسلام پر اس کی موت ہوگی جس کا دین اور عبادت خدا کی بارگاہ میں قبول ہو۔خدا کی بارگاہ میں صرف وہی دین اور عبادت قابل قبول ہے جو معرفت

---

[1] الکافی، ج۱،ص۱۸۰

امام کے ساتھ ہو۔

معرفت امام علیہ السلام

اس کے علاوہ کثیر تعداد میں ایسی روایتیں ہیں جن میں با قاعدہ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے ولایت اہل بیت علیہم السلام کے بغیر کوئی بھی عمل خدا کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے اس طرح کی روایتوں کو شیعہ اور سنی دونوں علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اس مختصر سی وضاحت سے اس حدیث کا مفہوم با قاعدہ واضح ہو جائے گا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زِمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً[1]

جو مر جائے اور وہ اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

یہی روایت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوئی ہے راوی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان کے آباء واجداد سے نقل شدہ اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔

أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ أَنَّ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

---

[1] ابن حمزہ طوسی، الثاقب فی المناقب، ص ۴۹۵

فَقَالَ علیہ السلام إِنَّ هَذَا حَقٌّ كَمَا أَنَّ النَّهَارَ حَقٌّ

فَقِيلَ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَمَنِ الْحُجَّةُ وَ الْإِمَامُ بَعْدَكَ

فَقَالَ ابْنِي مُحَمَّدٌ وَ هُوَ الْإِمَامُ وَ الْحُجَّةُ بَعْدِي مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً[1]

روز قیامت تک زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اور یقیناً جو شخص اس حال میں مرجائے وہ اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ حدیث اس طرح حق ہے جس طرح یہ دن حق ہے۔

دریافت کیا گیا: اے فرزند رسول آپ کے بعد حجت اور امام کون ہے؟

فرمایا: میرا فرزند محمد وہ میرے بعد امام اور حجّت ہے جو مرجائے اور ان کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

آج کے زمانہ میں کچھ لوگ جو خود کو دانشور، تعلیم یافتہ اور محقق کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ اسلام اور ایمان پر مرنے کے لئے امام وقت کی معرفت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی ذیل میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت معتبر حوالوں، حدیثوں سے ثابت نہیں ہے۔ حضرت

---

۱ کمال الدین ،ص۴۰۹۔۴۱۰۔کفایۃ الاثر،ص۲۹۶۔وسائل الشیعہ (آل البیت)،ج،۱۶، ص۲۴۶۔ مستدرک الوسائل،۱۸،ص۱۸۷

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے سلسلے میں ایک جدا مضمون میں کسی حد تک تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔

یہ لوگ اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر معرفت امام عصر علیہ السلام کو نہ صرف غیر ضروری قرار دے رہے ہیں بلکہ اصل امامت اہل بیت علیہم السلام کو غیر ضروری قرار دینے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں یہ بات واضح ہے تناور درخت کو اگر ختم کرنا ہو تو ابتداء میں اس کی جڑ پر حملہ نہیں کرتے ہیں پہلے رفتہ رفتہ اس کی شاخوں کو کاٹتے ہیں پھر آہستہ آہستہ جڑ پر حملہ کرتے ہیں ان لوگوں کا اصلی ہدف ومقصد امامت اور تعلیمات اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

خدا اور رسول اور اہل بیت علیہم السلام سے مخلصانہ التماس کرتے ہوئے اس حدیث کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

نقل حدیث کا انداز

حدیثیں دو طرح سے نقل ہوتی ہیں

(۱) جو الفاظ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام نے ادا فرمائیں بالکل وہی الفاظ نقل کئے جائیں اور اس میں ذرا بھی تبدیلی نہ ہو۔ یہ اس صورت میں جب راوی کا حافظہ قوی ہو ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ ہو۔

(۲) راوی کو عین الفاظ تو پوری طرح یاد نہیں ہیں لیکن اس کو مفہوم پوری طرح یاد ہے وہ معصوم کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بغیر کسی زیادتی اور کمی کے بیان کرتا ہے۔

پہلی طرح کی حدیثیں اگر بہت سارے راویوں سے نقل کی جائیں تو اس کو "تواتر لفظی" کہتے ہیں اور دوسری طرح کی حدیثوں کو "تواتر معنوی" کہتے ہیں۔

اس حدیث کو مختلف اور متعدد علماء نے انھیں الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا اور بعض علماء نے اس مفہوم و معنی کی متعدد حدیثیں اپنی کتابوں میں نقل فرمائی ہیں۔ ان حدیثوں کی بنیاد پر یہ بات پورے یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ہر دور میں ایک امام کا وجود ضروری ہے اور اس کی معرفت ہی جاہلیت کی موت سے نجات کا سبب ہے۔

جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بحار الانوار جلد ۲۳ باب ۴ ص ۷۶ سے ۹۵ تک اس مضمون کی چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں یہ بات بھی خوب اچھی طرح ذہن میں رہے آج کے جدید خود ساختہ دانشور بحار الانوار کی حدیثوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یہ بات صرف وہ لوگ کہہ سکتے ہیں جنھوں نے بحار الانوار کا مطالعہ نہیں کیا ہے اس لئے کہ جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جو بھی حدیثیں نقل کی ہیں وہ کتابوں کے حوالہ کے ساتھ نقل فرمائی ہیں بحار الانوار کی حدیثوں کو ضعیف قرار دینا حدیث کی تمام کتابوں کو ضعیف قرار دینا ہے۔ جدید طبع میں حدیث کے ساتھ اس کتاب کا حوالہ مع صفحہ نمبر کے تحریر کر دیا گیا ہے جس سے حدیث نقل کی گئی ہے۔ اگر کسی کو بحار الانوار پر اعتماد نہیں ہے تو وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کر کے حدیث دیکھ لے پھر کہے کہ حدیث معتبر ہے کہ نہیں۔ اس طرح کی حدیثوں کو جناب علامہ مجلسیؒ کے علاوہ اور بھی متعدد علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

حدیث معرفت امام وقت الفاظ اور معنی دونوں لحاظ سے نقل ہوئی ہے اس طرح کی

حدیثوں کو شیعہ علماء کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے علماء نے بھی نقل کیا ہے۔ اہل سنت امامت کے قائل نہیں ہیں ان لوگوں کا اس طرح کی حدیثوں کو نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیثیں اس قدر زیادہ اور معتبر ہیں جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ ذیل میں پہلے شیعہ علماء کی نقل کردہ چند حدیثیں نقل کرتے ہیں بعد میں اہل سنت کے علماء کی نقل کردہ حدیثیں ذکر کریں گے۔

حدیث من مات......اور شیعہ علماء

(۱) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ یہ روایت جو آپ کے اجداد سے نقل کی گئی ہے صحیح ہے؟

أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ لِلّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ أَنَّ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

فَقَالَ: إِنَّ هَذَا حَقٌّ كَمَا أَنَّ النَّهَارَ حَقٌّ۔[1]

زمین صبح قیامت تک حجتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے جو مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

فرمایا: یہ حدیث اس طرح حق ہے جس طرح یہ روز روشن حق ہے۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل

---

۱ مستدرک الوسائل، ج ۱۸، ص ۱۸۷۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۶، ص ۲۴۶۔ کفایۃ الاثر، ص ۲۹۶۔ کمال الدین، ص ۴۰۹

فرمائی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "مَنْ مَاتَ لَا يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً"......[1]

جو مر جائے اور اپنے امام کو نہ پہچانتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا بِالْإِمَامِ وَ مَنْ مَاتَ لَا يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَ أَحْوَجُ مَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَعْرِفَتِهِ إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُهُ هَذِهِ وَ أَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ يَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ عَلَى أَمْرٍ حَسَنٍ۔[2]

زمین بغیر امام کے برقرار نہیں رہ سکتی ہے جو مر جائے اور اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی معرفت امام کی سب سے زیادہ ضرورت اس وقت ہوگی جب جان یہاں تک پہونچے گی۔ اس وقت امام نے اپنے دست مبارک سے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا یہ کہتے ہوئے کہ بیشک میں ایک نیک امر ہوں۔

زندگی کے آخری لمحات ہی سب سے زیادہ اہم ہیں اسی وقت یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ موت ایمان پر ہوئی یا جاہلیت پر اس حساس موقع پر امام کی معرفت جاہلیت یعنی کفر و گمراہی

---

۱ محاسن برقی، ج۱، ص ۹۲۔ غیبت نعمانی، ص ۱۲۹

۲ محاسن برقی، ج۱، ص ۱۵۴۔ ثواب الاعمال، ص ۲۰۵

کی موت سے نجات کا سبب ہوگی۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قال ابی: مَنْ مَاتَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً[۱]

میرے والد نے فرمایا: جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمَوْتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَ لَا يُعْذَرُ النَّاسُ حَتَّى يَعْرِفُوا إِمَامَهُمْ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ لَا يَضُرُّهُ تَقَدَّمُ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرُهُ...[۲]

جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ معرفت امام ضروری ہے اس سلسلہ میں کوئی بھی عذر قابل قبول نہیں ہے جو شخص اپنے امام کی معرفت کے ساتھ مر جائے اس کے لئے اس امر میں تعجیل یا تاخیر سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا يَحْيَى بْنَ عَبْدِ اللهِ مَنْ بَاتَ لَيْلَةً لَا يَعْرِفُ فِيهَا إِمَامَهُ مَاتَ

---

۱ محاسن برقی، ج ۱، ص ۱۵۵

۲ محاسن برقی، ج ۱، ص ۱۵۵

مِیتَۃً جَاھِلِیَّۃً.[1]

اے یحییٰ جو ایک رات ایسی بسر کرے جس میں وہ اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ایک رات بھی امام وقت کی معرفت کے بغیر گزارنا جاہلیت کی زندگی جینا ہے۔

(۷) حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباء واجداد کے ذریعہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے انھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ مَاتَ وَ لَیْسَ لَہٗ إِمَامٌ مِنْ وُلْدِی مَاتَ مِیتَۃً جَاھِلِیَّۃً......[2]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مر جائے اور میرے فرزندوں میں اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

یہ روایت بیان کر رہی ہے جس امام کی معرفت انسان کو جاہلیت کی موت سے نجات دلائے گی وہ ہر امام کی معرفت نہیں ہے بلکہ وہ اس امام کی معرفت ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہو۔

(۸) جناب سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا۔ میں نے جناب سلمانؓ، جناب ابوذرؓ اور

---

۱ غیبت نعمانی، ص ۱۲۷

۲ عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۵۸۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۸۱ ح ۱۸، کنز الفوائد الکراجکی، ص ۱۵۱

جناب مقدادؓ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث سنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ مَاتَ وَلَيۡسَ لَهُ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

''جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے''

سلیم بن قیس کا بیان ہے میں نے یہ روایت جناب جابرؓ اور جناب ابن عباسؓ کے سامنے پیش کیا ان دونوں نے فرمایا: ان لوگوں نے سچ اور اچھا کہا۔ ہم اس کے گواہ ہیں اور ہم دونوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔

جناب سلمانؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ہے:

''جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی''

یہ کون امام ہے؟

فرمایا: اے سلمانؓ یہ میرے اوصیاء ہیں۔ میری امت میں جو مر جائے اور ان اماموں کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ اگر وہ ان سے ناواقف ہو اور ان سے دشمنی کرتا ہو وہ مشرک ہے اور جو ناواقف ہو مگر ان سے دشمنی نہ رکھتا ہو اور ان کے دشمنوں کو دوست نہ رکھتا ہو وہ جاہل ہے مشرک نہیں ہے۔[1]

---

[1] کمال الدین، ص ۲۳۱، بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۸۸، ح ۳۱

اس روایت میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ جس امام کی معرفت جاہلیت کی موت سے نجات کا سبب ہے وہ ہر ایک امام نہیں ہیں بلکہ اس سے وہ امام مراد ہیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہوں اور ان کے اوصیاء میں ہوں۔

(۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے خداوند عالم کی حمد وثنا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ وَ اللهِ مَا خَلَقَ الْعِبَادَ إِلَّا لِيَعْرِفُوهُ فَإِذَا عَرَفُوهُ عَبَدُوهُ فَإِذَا عَبَدُوهُ اسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهِ عَنْ عِبَادَةِ مَنْ سِوَاهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا مَعْرِفَةُ اللهِ قَالَ مَعْرِفَةُ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ إِمَامَهُمُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِمْ طَاعَتُهُ[1]

اے لوگو خدا کی قسم خدا نے بندوں کو پیدا نہیں کیا مگر صرف اس لئے کہ اس کی معرفت حاصل کریں جب اس کو پہچان لیں گے تو اس کی عبادت کریں گے اور جب اس کی عبادت کریں گے تو اس کی عبادت سے دوسروں کی بندگی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: اے فرزند رسول آپ پر میرے والدین

---

۱ کنز الفوائد، ص ۳۲۸، بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۹۳ ح ۴۰

قربان خدا کی معرفت کیا ہے۔؟

فرمایا: ہر زمانہ کے لوگوں کی اپنے امام کی معرفت جس کی اطاعت ان پر واجب وضروری ہے۔

یہاں صرف ان چند روایتوں کو ذکر کیا ہے جن میں لفظ 'معرفت' استعمال کیا گیا ہے ورنہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن میں مختلف طریقے سے معرفت امام کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ایک عام انسان جو عربی سے بہت زیادہ واقف نہ ہو۔ صرف ان روایتوں کے ترجمہ پر غور کرے تو اس کے لئے بھی یہ بات پوری طرح واضح ہو جائے گی جاہلیت وکفر کی موت سے نجات کے لئے امام وقت کی معرفت ضروری ہے اور اس امام کی معرفت ضروری ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے ہو۔ کیا یہ تمام روایتیں مختلف انداز سے معرفت امام وقت کو ضروری اور لازمی قرار نہیں دے رہی ہیں۔

اس مضمون کی روایتیں صرف شیعہ علماء سے مخصوص نہیں ہیں اہل سنت کے معتبر علماء نے اس مضمون کی متعدد روایتیں نقل کی ہیں اگر یہ روایتیں لفظی اعتبار سے متواتر نہ ہوں تو معنوی اعتبار سے ضرور متواتر ہیں حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای مہدی فقیہ ایمانی نے اس حدیث کے تعلق سے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جس کا نام ہے۔ ''شناخت امام راہ رہائی از مرگ جاہلی'' (معرفت امام جاہلیت کی موت سے نجات کا راستہ) اس گرانقدر کتاب میں محقق عالی قدر نے مختلف انداز سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ شیعہ اور سنی دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے۔ انھوں نے مختلف عناوین سے حدیثیں ذکر فرمائی ہیں یہاں صرف

ان روایتوں کونقل کررہے ہیں جن میں معرفت امام کے بغیر موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔ ان روایتوں کو انھوں نے ۷۰ رمعتبر کتابوں سے نقل فرمایا ہے۔ ذیل میں ان روایتوں کونقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱ مَنۡ لَمۡ یَعۡرِفۡ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاهِلِیَّۃ[۱]

جو اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اور مرجائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۲ مَنۡ مَاتَ بِغَیۡرِ اِمَامٍ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاهِلِیَّۃ[۲]

جو مرجائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۳ مَنۡ مَاتَ لَیۡلَۃً وَ لَیۡسَ فِیۡ عُنُقِہٖ بَیۡعَۃ اِمَامَ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاهِلِیَّۃ[۳]

جو رات میں مرجائے اور اس کی گردن میں کسی امام کی بیعت نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۴ مَنۡ مَاتَ وَلَا اِمَامَ لَہٗ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاهِلِیَّۃ[۴]

---

۱ صحیح مسلم۔ الجمع بین الصحیحین۔ محمد بن فتوح حمیدی جواھر النضید ۲/ ۵۹

۲ ابوداؤد ضیالی۔ مسند احمد بن حنبل ۳/ ۴۴۶۔ مجمع الزوائد ۵/ ۲۱۸

۳ ندیم الفرید۔ علامہ محقق ابوعلی احمد بن محمد بن یعقوب سکویہ

۴ المغیار والموازنہ علامہ متکلم ابوجعفر اسکافی۔ ص ۲۴

جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۵ مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًا وَ اِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًا[۱]

جو مر جائے اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ چاہے تو یہودی مرے یا عیسائی مرے۔

۶ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً[۲]

جو مر جائے اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۷ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامٌ جَامِعٌ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً[۳]

جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو یقیناً اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۸ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامٌ فَمِيْتَتَهٗ جَاهِلِيَّةً[۴]

جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

---

۱ مسائل الخمسون محمد بن فخر الرازی سند ۷ ۴ ص ۳ ۸۴

۲ صحیح مسلم ۸ / ۷ / ۱۰۷۔ ملحقات الاحقاق ۳ / ۸۵

۳ الکنی والاسماء حافظ رولابی ج ۲ ص ۳ مطبوعہ حیدر آباد

۴ کنز العمال شمارہ ۷ ۱۰۳

٩ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ طَاعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً[1]

جو مر جائے اور اس پر کسی کی اطاعت واجب نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

١٠ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لِإِمَامِ جَمَاعَةٍ عَلَيْهِ طَاعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً[2]

جو مر جائے اور اس پر کسی امام جماعت کی اطاعت واجب نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اس مضمون کی اور بھی روایتیں ہیں ان تمام روایتوں میں جو بات قدر مشترک ہے وہ یہ کہ معرفت امام کے بغیر موت جاہلیت کی موت ہے۔ ہر ایک روایت میں جاہلیت کی موت کا تذکرہ کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ جاہلیت کی موت یعنی کفر و نفاق ضلالت و گمراہی کی موت۔ اس طرح کی موت کا انجام ہلاکت اور ابدی عذاب ہے۔ نجات کے لئے ضروری ہے کہ موت اسلام پر ہوئی ہو جیسا کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے یہ عہد لیا تھا ''لا تموتن الا وانتم مسلمون'' تمھیں موت بس اس صورت میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔ اس بنا پر اسلام پر مرنے کے لئے امام وقت کی معرفت ضروری ہے۔

---

١ کنز العمال، شمارہ ١٤٨٦١

٢ مجمع الزوائد ج ٥ / ٢١٩

راویان حدیث

اگر یہ حدیثیں صرف ایک یا دو راویوں سے نقل ہوئی ہوتیں تو کہا جا سکتا تھا کہ تمام روایتیں بس ایک دو راوی سے نقل ہوئی ہیں یہ روایتیں ان مختلف راویوں اور اصحاب سے نقل ہوئی ہیں جن کی روایتوں کو علماء نے معتبر قرار دیا ہے۔ ان بعض راویوں کے نام اس طرح ہیں۔

١) زید بن ارقم

٢) عامر بن ربیعہ عنزی

٣) عبداللہ بن عباس

٤) عبداللہ بن عمر بن خطاب

٥) عویمر بن مالک المعروف بہ ابودرداء

٦) معاذ بن جبل

٧) معاویہ بن ابی سفیان

یہ وہ راویان حدیث ہیں جن سے اہل سنت نے اپنی صحاح اور دیگر حدیث کی کتابوں میں روایتیں نقل کی ہیں۔ اس مضمون کی اور بھی روایتیں ہیں جن میں یہ بات اس طرح بیان کی گئی ہے۔

۞ مَنْ فَارِقُ الْجَمَاعَةَ شبرا فَمَاتَ مِيْتَة جَاهِلِيَّة[1]

جس نے ایک بالشت جماعت سے دوری اختیار کی اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۞ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَ فَارَقِ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّة[2]

جو اطاعت وفرمانبردای سے خارج ہوگیا اور جماعت سے دوری اختیار کی اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

دونوں طرح کی روایتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ جو بغیر معرفت امام کے مرجائے اس کی موت ''جاہلیت کی موت'' ہے اور جو اطاعت و جماعت کو ترک کردے اس کی موت بھی ''جاہلیت کی موت'' ہے۔

ان حدیثوں سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ جو شخص ''امام وقت'' کی معرفت رکھتا ہو جماعت اور فرمانبرداری سے خارج ہو اس کی موت جاہلیت کی موت نہ ہوگی یا جو شخص جماعت میں شامل ہو فرمانبردار ہو اور ''امام وقت'' کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں نہ امام وقت کی معرفت ضروری ہوگی اور نہ ہی جماعت سے وابستگی۔ بلکہ صرف ایک چیز کافی ہوگی۔ تو حدیث کی اہمیت کم ہو جائے گی۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس جماعت سے دوری اور افتراق

---

١ صحیح بخاری ۲/ ۱۳/ ج۹/ ۵۹۰

۲ سنن بیھقی ۸/ ۱۵۶-۱۵۷

جاہلیت کی موت کا سبب ہوگا جس کی سربراہی خدا کا معین کردہ امام وقت کررہا ہو۔ اگر ایک مختصر سی جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت کے ساتھ ان کی اطاعت کررہی ہو اور ایک کثیر تعداد ایسی جماعت کی ہو جس کا ہر ایک فرد دل وجان سے جماعت سے وابستہ ہو اس کا وفادار ہو مطیع وفرنبردار ہو مگر وقت کے رسول و نبی کی معرفت نہ رکھتا ہو تو کیا دونوں ''جاہلیت'' کی موت سے محفوظ رہیں گے یا صرف وہ جماعت ''جاہلیت کی موت'' سے نجات پائے گی جو اپنے وقت کے رسول و نبی کی معرفت رکھتی ہوگی۔ جواب یقیناً یہی ہو گا وہ جماعت جاہلیت کی موت سے نجات یافتہ ہوگی جو اپنے رسول و نبی کی معرفت رکھتی ہو گی جماعت کی وہ کثیر تعداد جاہلیت کی موت مرے گی جو اپنے رسول اور نبی کی معرفت نہ رکھتی ہوگی۔ اس بنا پر معیار خدا کے نمائندہ کی معرفت اور اس کی اطاعت ہے جماعت معیار نہیں ہے۔

بعض لوگ جماعت پر اس لئے زور دیتے ہیں اور اس کو معیار قرار دیتے ہیں ان کی اکثریت اسی جماعت سے وابستہ ہے اور خدا کے معین کردہ امام وقت کی معرفت سے محروم ہے۔

جماعت اور اس کی اطاعت

قرآن کریم نے کچھ لوگوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور کچھ لوگوں کی اطاعت سے منع کیا ہے۔

خداوند عالم نے اپنی، اپنے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ [1]

اے صاحبان ایمان اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحبان امر ہیں۔

خدا نے ان لوگوں کی اطاعت نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ [2]

اور اس کی اطاعت مت کرنا جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ [3]

اے پیغمبر آپ خدا کا تقویٰ اختیار کریں کافر اور منافق کی اطاعت نہ کریں۔

﴿ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ [4]

جھوٹ بولنے والوں کی اطاعت نہ کریں۔

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۔ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

---

۱ سورہ نساء آیت ۵۹

۲ سورہ کہف، آیت ۲۸

۳ سورہ احزاب، آیت ۱

۴ سورہ القلم، آیت ۸

مُعۡتَدٍ أَثِيمٍ ۔[1]

اس ذلیل کی اطاعت نہ کریں جو جھوٹی قسمیں کھاتا ہے لوگوں کے عیب بیان کرتا رہتا ہے چغلخوری کرتا رہتا ہے۔

لوگوں کو نیک راستہ سے روکتا ہے ظلم و گناہ کرتا رہتا ہے۔

۞ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ آثِمًا أَوۡ كَفُورًا[2]

گناہگاروں کی اور کافروں کی اطاعت نہ کریں۔

والدین کے ساتھ حددرجہ حسن سلوک کا حکم دینے کے باوجود قرآن کریم میں دوجگہ ان کی اطاعت نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

۞ وَوَصَّيۡنَا الۡإِنسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشۡرِكَ بِي مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا ...[3]

ہم نے انسان کو یہ نصیحت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اگر وہ اس بات کی کوشش کریں کہ میرا شریک قرار دو تو ان کی اطاعت مت کرنا۔

۞ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشۡرِكَ بِي مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِ عِلۡمٌ فَلَا

---

۱ سورہ القلم، آیات ۱۰-۱۲

۲ سورہ دھر، آیت ۲۴

۳ سورہ عنکبوت، آیت ۸

تُطِعۡهُمَا ۖ وَصَاحِبۡهُمَا فِي الدُّنۡيَا مَعۡرُوفًا ۔[1]

اگر والدین تمھیں شرک قبول کرنے پر آمادہ کریں اور کوشش کریں جس کا تم کو علم نہیں ہے۔تو ان کی اطاعت مت کرنا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنا۔

ان آیتوں میں ان لوگوں کی اطاعت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

① جس کا دل خدا کی یاد سے غافل ہو۔

② جو اپنے خواہشات کی پیروی کرتا ہو۔

③ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا۔

④ منافق۔

⑤ جھوٹ بولنے والے۔

⑥ جھوٹی قسم کھانے والے۔

⑦ غیبت کرنے والے۔

⑧ چغلخوری کرنے والے۔

⑨ شرک کی دعوت دینے والے۔

ان آیتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے جس اولی الامر کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے

---

1 سورہ لقمان، آیت ۱۵

ان میں یہ باتیں ہرگز نہیں پائی جاتی ہیں۔اب اگر جاہلیت کی موت سے نجات کے لئے جماعت سے وابستگی اوراس کی فرمانبرداری مراد ہے۔توکیا جماعت ان امور سے پاک ہے اور جماعت نے جن لوگوں کو اپنا حکمران قرار دیا ہے کیا وہ بھی ان باتوں سے پاک ہیں تاریخ کا معمولی سا علم رکھنے والا بھی اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہے جماعت اور اس کے حکمرانوں کا دل خدا کی یاد سے غافل اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والا تھا۔جھوٹ غیبت......وغیرہ ان کی عادت تھی اس بنا پر حدیث میں جس جماعت سے دوری کو منع کیا گیا ہے وہ جماعت ہے جس کی رہبری امام معصوم کر رہا ہے جو ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک ہے۔

جاہلیت کی موت سے نجات صرف اس کو نصیب ہوگی جو امام وقت کی معرفت رکھتا ہو اوراس جماعت سے وابستہ ہو جس کا سربراہ خدا کا معین کردہ امام ہو۔

جاہلیت کی موت کیا ہے؟

اسلام سے پہلے یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ''جاہلیت کا زمانہ'' کہلاتا ہے۔اس زمانہ کی بعض خصوصیات اس طرح ہیں۔

عقائد

توحید کا نام ونشان تک نہیں تھا ہر طرف بت پرستی عام تھی ہر ایک قبیلہ کا اپنا بت تھا۔ قیامت پر یقین نہیں تھا۔وہ لوگ قیامت کو ناممکن تصور کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا جو کچھ ہے بس یہی دنیا ہے ایک دن ہلاک ہوجانا ہے دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی تصور نہیں تھا۔لہٰذا وہ

کسی طرح کے حساب و کتاب کے قائل نہیں تھے۔

عدل نبوت و امامت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ قبیلہ کا سردار ہر طرح کے سفید و سیاہ کا مالک تھا۔

تہذیب

علم کا نام ونشان نہ تھا پڑھنے لکھنے کا رواج نہ تھا۔ جہالت عام تھی عدل وانصاف۔ انسانی اقدار کا کوئی وجود نہ تھا۔ خاندانی تعصّبات عروج پر تھے عورتوں کی کوئی قدر و عزت نہ تھی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔

اخلاق

بے حیائی ہر جگہ تھی۔ برہنہ طواف کرتے تھے لباس کو نجس جانتے تھے لہٰذا اتار کر طواف کرتے تھے۔ بدکاری عام تھی۔ گھروں پر لگے ہوئے جھنڈے بدکاری اور فحشاء کے مراکز کا پتہ دیتے تھے۔ معمولی سی معمولی بات پر برسوں ایک دوسرے کا خون بہاتے رہتے تھے۔ قافلوں اور مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔

ناجائز اولاد کو مختلف باتوں سے اپنے خاندان میں شامل کر لیا کرتے تھے۔ قانون اور اصول وضوابط نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ شراب عام تھی۔ مردار کا گوشت کھاتے تھے۔

ادب

اس زمانہ میں جو چیز عروج پر تھی وہ عربی زبان تھی اور اس کی فصاحت و بلاغت یہ بھی

صرف ظاہری الفاظ پر مشتمل تھی۔ تمام مضامین اور خیالات وہی جاہلانہ تھے اگر تعریف تھی تو
گھوڑوں کی اونٹوں کی شراب کی، عورتوں کی، معشوقہ کی......
فخر ومباہات تھی تو قتل وغارتگری پر لوٹ مار پر..................

قرآن اور جاہلیت کا ذکر

قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں اس جاہلیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱) يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ۔[۱]

یہ لوگ خدا کے بارے میں جاہلیت کی طرح بدگمانیاں رکھتے تھے۔

یہ آیت جنگ احد سے متعلق ہے جب خدا کی طرف سے آنے والی نصرت و مدد کے بارے میں شک و تردید کررہے تھے۔ یعنی خدا کے وعدہ پر شک کرنا جاہلیت کا طریقہ ہے۔

۲) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى[۲]

اے ازواج پیامبر تم اپنے گھروں میں رہنا جاہلیت کے زمانہ کی طرح بن سنور کر لوگوں کے درمیان مت آیا کرو۔

اس طرح نامحرموں کے درمیان عورتوں کا بن سنور کر آنا جاہلیت کے دور کی علامت ہے۔

---

۱ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۴

۲ سورہ احزاب، آیت ۳۳

۳ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ [1]

اے پیامبر یہ لوگ آپ سے جاہلیت کے حکم کی توقع رکھتے ہیں صاحبان ایمان ویقین کے لئے خدا سے بہتر کون حکم کرسکتا ہے۔

یہودی پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ توقع رکھتے تھے وہ ان کے حق میں فیصلہ کریں یعنی فیصلہ حق کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ پارٹی اور تعصب کی بنیاد پر ہو۔ اس طرح حق اور حقیقت کو نظر انداز کر کے ذاتی، خاندانی، پارٹی، افراد کے مفاد میں فیصلہ کرنا جاہلیت کے دور کی علامت ہے۔

۴ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ [2]

جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کے تعصب کو جگہ دی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لے جانے والے تھے اس وقت کافروں نے کہا جن لوگوں نے ہمارے باپ، بھائی احباب کو قتل کیا اگر ہم ان کو یہاں آنے دیں تو لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارا وقار عزت وآبرو ختم ہو جائے گی۔ یہ اہل مکہ شکست کھانے کے بعد بھی حق کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھے۔ اس طرح حق کو قبول کرنے میں تعصب سے کام لینا جاہلیت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

---

۱ سورہ مائدہ، آیت ۵۰

۲ سورہ فتح، آیت ۲۶

اَلْحُكْمُ حُكْمَانِ حُكْمُ اللهِ وَ حُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَخْطَأَ حُكْمَ اللهِ حَكَمَ بِحُكْمِ الْجَاهِلِيَّةِ.[1]

حکم دو حکم ہیں ایک خدا کا حکم اور دوسرا جاہلیت کا حکم۔ جو حکم خدا سے روگردانی اختیار کرے گا وہ جاہلیت کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

جو شخص امام وقت کی معرفت نہیں رکھتا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اس شخص کا ظاہر کیسا ہی ہو دراصل اس کے تمام عقائد، اخلاق، احکام جاہلیت کے ہیں اس کی موت جاہلیت یعنی کفر کی موت ہوگی کافروں کی موت کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

۱) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ [2]

یقیناً جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ان کو موت آ گئی ان لوگوں پر خدا کی ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔

۲) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ [3]

یقیناً جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ان کی موت آ گئی اگر یہ

---

۱ وسائل الشیعہ، ج ۲۷، ص ۲۲

۲ سورہ بقرہ، آیت ۱۶۱

۳ سورہ آل عمران، آیت ۹۱

لوگ زمین کے ہم وزن سونا بھی دیں تب بھی قبول نہیں کیا جائے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے ان کا کوئی ناصر ومددگار نہیں ہے۔

٣ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ [1]

یقیناً جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکا پھر کفر کے عالم میں ان کی موت واقع ہوگئی خدا ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔

ان آیتوں کی روشنی میں جن لوگوں کی موت کفر کی حالت میں ہوئی (جاہلیت کی موت کفر کی موت ہے) ان پر خدا کی ملائکہ کی لوگوں کی لعنت ہے۔

زمین کا ہم وزن سونا بھی ان کو عذاب سے نجات نہ دلا سکے گا ان کا کوئی ناصر ومددگار نہیں ہے اور یہ لوگ وہ ہیں خداوند عالم جن کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

چونکہ امام وقت کی معرفت نہ رکھنے کے نتائج اس قدر اہم و دردناک عذاب کا سبب ہیں شاید اس بنا پر لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ اس طرح کی معتبر حدیثوں کو مشکوک اور ضعیف قرار دو تا کہ ان نتائج کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ان لوگوں کو شاید معلوم نہیں ہے یا جان بوجھ کر اس کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ ان حدیثوں کے معتبر ہونے کا اعتراف شیعہ اور سنی دونوں علماء نے کیا ہے۔ اگر یہ حدیثیں معتبر نہ ہوتیں تو ان کی توجیہ اور تاویل کی ضرورت نہیں تھی۔ اپنی اس گفتگو کو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ایک حدیث سے زینت دیتے

---

١ سورہ محمد، آیت ٣٤

ہیں۔

إِنَّمَا الْأَئِمَّةُ قُوَّامُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ وَ عُرَفَاؤُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ وَ عَرَفُوهُ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَهُمْ وَأَنْكَرُوهُ[1]

ائمہ خدا کی طرف سے اس کی مخلوقات کے امور کی دیکھ ریکھ کرنے والے ہیں اور اس کے بندوں پر اس کے نگراں ہیں جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر صرف وہ جو ان کی معرفت رکھتا ہوگا اور یہ اس کو پہچانتے ہوں گے اور جہنّم میں نہیں جائے گا مگر صرف وہ جو ان کو نہ پہچانتا ہوگا اور ان کو تسلیم نہ کرتا ہوگا اور یہ اس کو نہ پہچانتے ہوں گے۔

یہ حدیث ایک طرح سے حدیث ''مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ'' کی تفسیر وتشریح کر رہی ہے۔

اس حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام نے ''امام کو'' قوام'' سے تعبیر کیا ہے قوام یعنی متولی وہ شخص جو کسی کی طرف سے اس کے امور کی دیکھ ریکھ کرے ذمہ دار اور مسئول۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر دور میں ایک امام کا وجود ضروری ہے جو خدا کی طرف سے لوگوں کے تمام امور کا ذمہ دار ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو نظام درہم و برہم ہو جائے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے امام کو'عرفاء'' سے تعبیر کیا ہے۔

---

[1] نہج البلاغہ صبحی صالح خطبہ ۱۵۲

عرفا-عریف کی جمع ہے لغت میں عریف کے معنی اس طرح کئے گئے ہیں۔

عریف: عالم بالشی-قیم بامر قوم۔

عریف: من یعرف اصحابه

عریف فی المدارس۔ ولا یکلف مراقبة الاولاد۔

عریف: چیزوں کا جاننے والا۔قوم کے امور کا ذمہ دار۔

عریف: جو اپنے لوگوں کو پہچانتا ہو۔

عریف فی المدارس۔وہ بچہ جو اپنے کلاس کا مانیٹر ہو۔

اس صورت میں امام کے معنی یہ ہوں گے۔امام وہ جو تمام چیزوں کا علم رکھتا ہو۔

امت اور بندگان خدا کے امور کا ذمہ دار ہو۔

جو اپنے لوگوں کو پہچانتا ہو۔

جو بندگان خدا کے امور کا نگراں ہو۔

ان خصوصیات کے حامل امام کا ہر دور میں ہونا لازم وضروری ہے اور جنت میں جانے کے لئے اس امام کی معرفت بھی ضروری ہے۔

حدیث ''من مات......'' کے نتائج

۱۔ امامت کا عقیدہ لازم اور ضروری ہے۔

۲۔ غیر امامتی نظام درست نظام نہیں ہے۔

۳۔ ہر زمانہ میں ایک امام کا وجود ضروری ہے۔

۴۔ ہر زمانہ کے اعتبار ایک امام کا ہونا ضروری ہے یعنی متعدد اماموں کا وجود ضروری ہے۔

۵۔ عدم معرفت امام جاہلیت کی موت کا سبب ہے۔

۶۔ امام تمام امور سے پوری طرح واقف ہو۔

۷۔ امام بندگان خدا پر خدا کی طرف سے نگراں ومتولی ہے۔

۸۔ معجزات یا گذشتہ امام کے ذریعہ امام کا تعارف ہو۔

۹۔ امامت اصول دین میں ہے ورنہ عدم معرفت امام جاہلیت کی موت کا سبب نہ ہوتی۔

۱۰۔ امام کی معرفت کا مقصد دین کے تمام امور کی پابندی فرمانبرداری اور مکمل اطاعت۔

۱۱۔ اس حدیث کی روشنی میں صرف اثنا عشری جاہلیت کی موت سے محفوظ ہیں۔

۱۲۔ بنی امیہ، بنی عباس یا دیگر تمام خلفاء حکمران......اس حدیث کے مصداق نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے کردار جاہلی رسم ورواج سے پاک نہیں بلکہ پوری طرح آلودہ ہیں اس کے لئے وہ تمام بندوں کے امور کیا اسلام کی ابتدائی تعلیمات سے نہ صرف ناواقف ہیں بلکہ ان کا عمل اس کے بالکل برخلاف ہے۔

۱۳۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کے دور میں رہنے والے تمام حکمران، خلفاء چونکہ ان کی معرفت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے دشمن تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے لہٰذا ان سب کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۱۴۔ شیعہ اثنا عشری کے علاوہ کوئی اور اس طرح سلسلہ امامت کا قائل نہیں ہے اس لئے وہ خود کو جاہلیت کی موت سے محفوظ رکھنے کی خاطر یا اس حدیث کی سند کا انکار کرتے ہیں یا اس کے مقابلہ میں اور حدیثیں بیان کرتے ہیں یا ان حدیثوں کی من مانی تفسیر کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کی طرف متوجہ نہیں ہیں من مانی تفسیریں نہ ان کو جاہلیت کی موت سے نجات دلا سکتی ہیں اور نہ ہی ان کے اسلاف کو۔ ان حدیثوں کے معتبر و مستند ہونے کا اعتراف علماء اور محدثین کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔

خداوند متعال کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہم سب کو اپنے امام وقت حضرت حجت بن الحسن العسکری صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی کامل معرفت عطا فرمائے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی کامل توفیق مرحمت فرمائے روز بروز اس معرفت میں اضافہ فرمائے زندگی کی آخری سانس تک معرفت کامل پر ثابت قدم رکھے۔ برزخ اور قیامت میں اس طرح زندہ کرے کہ ہم تمام ائمہ علیہم السلام کی معرفت رکھتے ہوں اور وہ ہمیں پہچانتے ہوں ان کی سفارش اور شفاعت سے حساب وکتاب کے تمام مراحل آسان سے آسان تر ہوں بلکہ ان کی عنایتوں اور ذرہ نوازیوں کی بنا پر بلا حساب وکتاب جنت میں ان کی ہمراہی ان کی خدمت گذاری نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

الحمد للہ اولاً و آخراً۔